دل کی بات

مسلم کُشی کے آئندہ پچیس سال

ہر نئے دن کے ساتھ بدلتی ہوئی ایک ایسی دنیا میں جس کے امن وانتظام کا ''ٹھیکیدار'' امریکہ ہے، مسلمانوں کے لیے کوئی اچھی خبر تلاش کرنا یا اس کی توقع بھی کرنا عبث اور بے کارسی بات معلوم ہوتی ہے، لیکن ۱۴؍دسمبر (۲۰۰۸ء) کو ایک عراقی صحافی کی پاپوش باری، جفت اندازی اور بوٹ زنی نے مشرق سے مغرب تک پھیلے ہوئے اضمحلال وانفعال کی لہروں میں یکا یک ایک تلاطم اور تموّج ضرور پیدا کیا ہے۔ ''بش...... مسلم کش'' کے ''اعزاز'' میں ترک ساختہ اور عراق پرداختہ جوتوں کی اس یادگار اور تاریخی سلامی نے ذہنی غلامی اور فکری پسپائی کی زنجیروں سے مسلمانوں کی رہائی کا ایک تازہ عنوان اور ایک قوی امکان یک لخت نمایاں کردیا ہے۔ زنجیریں جو مرعوبیت ومایوسی، یاس وہراس اور خوف وہراس کے حلقہ در حلقہ ربط وتسلسل سے وجود میں لائی جاتی ہیں۔

مارچ ۲۰۰۳ء میں عراق پر امریکی حملے اور قبضے کو آج چھے سال ہونے کو آتے ہیں۔ امریکی وزیر دفاع رابرٹ گیٹس نے حال ہی میں عراق میں موجود ایک لاکھ چھیالیس ہزار امریکی فوجیوں کو چتاوَنی (یا۔خوش خبری) دے دی ہے کہ اب ہمارا دمِ واپسیں ہے۔ اقوامِ متحدہ کا وہ نام نہاد مینڈیٹ جو ظالم کو مظلوم پر اور جارح کو مجروح پر چڑھ دوڑنے کا ''حق سفا کی'' عطا فرماتا ہے، اپنی میعاد پوری کر چکا ہے۔ اب عراق بھر میں پھیلے ہوئے، چار سو سے زائد فوجی اڈوں میں براجمان ''امن وسلامتی'' کے یہ آدم خور اور خوں خوار امریکی ''سفیر'' ۳۰؍جون ۲۰۱۱ء تک، عراقی حکومت کی براہ راست مہمانی اور ماتحتی میں برسر کار رہیں گے۔ برسر کار نہیں، برسرِ پیکار۔ اور پھر اس کے بعد؟ اعلانات تو کہتے ہیں کہ ''مکمل واپسی'' ہو جائے گی لیکن...... ''زباں کچھ اور، بوئے پیرہن کچھ اور کہتی ہے''۔ عراق میں امریکی فوج کے اعلیٰ ترین کمانڈر جنرل ریمنڈ آڈیرنو نے یہ واضح کر دیا ہے کہ ۲۰۱۱ء کے بعد بھی عراق میں امریکی فوج اپنا قیام وطعام جاری رکھے گی۔ ''جمہوری عراق'' کی تائید وحمایت اور تربیت وتدریب کی خاطر۔ یعنی......کون سی واپسی، کہاں سے واپسی اور کدھر کو واپسی؟

ادھر امریکی جوائنٹ فورسز کمانڈ کی ایک تازہ ترین رپورٹ میں یہ بات بصراحت بتلائی گئی ہے کہ پورے عالم اسلام میں سے امریکہ مخالف مزاحمت (Insurgency) کو جڑ سے اکھاڑنے کے لیے آئندہ پچیس سالہ مدت طے کرلی گئی ہے۔ گویا آنے والے اڑھائی عشروں پر مشتمل ربع صدی کی یہ مدت بارِ دگر، امریکہ کو ان گنت سنہری وروپہلی مواقع فراہم کرے گی کہ وہ بہیمیت اور وحشت و درندگی کے اپنے ہی قائم کردہ ریکارڈز کو توڑ کر نئے ریکارڈز قائم کرے۔ اس رپورٹ کا ایک فوری مطلب، صاف صاف یہ بھی نکلتا ہے کہ افغانستان کے محاذ پر طاقت کا مرکوز اور اندھا استعمال بڑھنے کو ہے۔ عراق پر چھے سالہ تسلط وتشدد کا حاصل......الوداعی پاپوش کاری۔ کبھی نہ ختم ہونے والی مزاحمت۔ روز افزوں نفرت۔ جبکہ افغانستان میں سات سالہ غارت گری اور غنڈہ راج کا حاصل یہ ہے کہ آج بھی کابل سے باہر نکلتے ہی اتحادی افواج کے قبضہ وغصب کی ''رِٹ'' (Writ) یوں غائب ہو جاتی ہے جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔

عراق اور افغانستان میں ترتیب پاتے ہوئے امریکی خفت اور ہزیمت کے یہ مناظر ''تقاضا'' کرتے ہیں کہ پاکستان اور بھارت کو باہم الجھایا اور پھنسایا جائے اور امریکی ناکامیوں کا سارے کا سارا ''ملبہ'' پاکستان پر ڈال دیا جائے۔ اس قوالی میں حامد کرزئی کے بعد من موہن سنگھ کی شکل میں ایک نئے ہم نوا کا اضافہ ہو گیا ہے۔ پاکستان کی مغربی سرحد کے ساتھ ساتھ جاری ''ڈومور'' کے رقصِ ابلیس پر تازہ اضافہ مشرقی سرحد کے اس پار ممبئی دھماکوں کی ٹھمری ہے جو راگ اجمل قصاب میں مسلسل گائی جارہی ہے۔

وہ جو خود فریبی میں مبتلا رہے ہیں بلکہ بش فریبی میں، انھیں خبر ہو کہ آئندہ پچیس سال کا بھیانک منظر......نیم باز آنکھوں سے نہیں (جن میں ساری مستی شراب کی سی ہے) بلکہ کھلی آنکھوں سے دیکھیں۔ اور وہ بھی جو ''کھلی آنکھیں ہیں لیکن سو رہے ہیں'' کا مصداق بنے ہوئے ہیں۔ تہذیبوں کا تصادم ایک حقیقت ہے۔ ہنٹنگٹن پر تو ۱۹۹۳ء میں یہ الہام اترا اور اس کے بعد دنیا بھر کے جارج واکر بشوں اور پرویز مشرفوں پر۔ مسلمانوں کو یہ خبر چودہ سو انتیس سال پہلے قرآن کی زبانی مل چکی ہے۔